منٹو بحیثیت افسانوی کردار

ڈاکٹر راحیلہ بشیر
لیکچرار اردو
ایف ۔جی ڈگری کالج برائے خواتین کھاریاں کینٹ

MANTO AS A FICTIONAL CHARACTER

Raheela Bashir, PhD
Lecturer in Urdu
FG Degree College (W) Kharian Cantt, Kharian

Abstract

Saadat Hasan Manto is a great literary figure of Urdu language and literature. He is a versatile writer who has penned in many genres but chiefly he is admired for subtlety in weaving of short stories. He enjoys unmatched popularity in story writing that his name and Urdu short story has become synonymous. Manto has time and again drags his personal traits in his stories. This article is a study of Manto's person as a character of his short stories.

Keywords:

سعادت حسن منٹو،سید وقار عظیم، ڈاکٹر سعید، افسانے، محمود احمد قاضی، پھندنے، ٹھنڈا گوشت

سعادت حسن منٹو (۱۹۱۲ء۔۱۹۵۵ء) کا نام افسانے کی دُنیا میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ان کی افسانوی دنیا کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ کہیں فلسفہ وفکر کی بلند وبالا وسعت دکھائی دیتی ہے تو کہیں نفسیات کے سمندر میں گہرائیوں کا سفر جاری رہتا ہے۔جہاں جابجا اخلاقیات کے جزیرے انسانی رویوں کو انسانیت کے درجے پر فائز کرتے ہیں انسانی رویوں میں موجود خیر وشر کے عناصر سے بالاتر ہو کر ان کے افسانوں کے کردار ادب کے آسمان پر روحانیت سے بھرپور قوس قزح بناتے ہیں۔یہ کردار ثابت کرتے ہیں کہ انسان کی معراج انسانیت ہے۔ان کی اسی روحانیت کو بیان کرتے ہوئے پروفیسر فتح محمد ملک کہتے ہیں:

> ”خطا کار سے درگزر کا یہ سلیقہ،اپنے پرائے کا غم کھانے اور مصیبت میں کام آنے کی یہ ادا،یہ تہذیبِ نفس آس کی پاس زندگی میں تو کہیں موجود نہ تھی مگر منٹو نے گردوپیش کی زندگی میں مثالی زندگی کے بیج بونا شروع کیے۔“(۱)

منٹو اپنے افسانوں میں جو کردار پیش کرتے ہیں بد ہوں یا نیک وہ بہر حال انسان ہیں۔منٹو ان پر کوئی قدغن نہیں لگاتے۔وہ ان کی نفسیات کو سمجھتے ہیں اور بیان کر دیتے ہیں۔وہ جزا اور سزا کے قوانین سے بالاتر ہو کر ہر کردار میں ایک انسان کی تلاش جاری رکھتے ہیں۔یہاں تک کہ اس سفر پر چلتے چلتے وہ خود ایک افسانوی کردار کی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں۔وہ اپنے اردگرد کے ماحول میں بسنے والے لوگوں میں گھرے رہتے ہیں۔ان کی باتیں سنتے ہیں۔ان سے باتیں کرتے ہیں۔ان کے دل میں اُتر کر ان کے ذہن میں چھپی ہوئی سوچ کو پڑھتے ہیں اور من وعن بیان کر دیتے ہیں۔بغیر کسی تصنع کے بغیر کسی بناوٹ کے۔اس طرح وہ کرداروں سے وابستہ مختلف موضوعات کا احاطہ کرتے ہیں۔سید وقار عظیم کہتے ہیں:

> ”ان کے اچھے اور بُرے اور کبھی کبھی بہت اچھے اور بہت بُرے پہلوؤں کا تجزیہ کرنے کی کوشش کی جائے تو سب سے پہلے انسان کی نظر ان کے بیشمار موضوعات پر پڑتی ہے جن تک منٹو کی نظر پہنچی ہے:کلرک،مزدور،طوائف،رند خرابات اور زاہد،پاکباز،کشمیر یا بمبئی دہلی،لاہور،فلم اسٹوڈیو،کالج،بازار،گھر،ہوٹل،چائے خانے،بچے بوڑھے،جوان،عورتیں،مرد اور ان سب کی ذہنی الجھنیں اور ان ساری چیزوں سے بڑھ کر جنس اور اس کے گوناگوں مظاہر منٹو کے موضوعات ہیں۔“ (۲)

اس طرح مختلف کرداروں کی پیش کش کے ساتھ ساتھ خود ان کی ذات کے پوشیدہ پہلو عیاں ہو جاتے ہیں۔نہ صرف ان کے ذاتی کوائف کا اندازہ ہوتا ہے بلکہ ان کی پسند ناپسند اور اخلاقی معیارات بھی سامنے آجاتے ہیں اور گرہیں کھلتی چلتی جاتی ہیں۔

ان افسانوں میں جن میں منٹو بحیثیت افسانوی کردار موجود ہیں،وہ ایک نفسیات شناس کے طور پر

سامنے آتے ہیں۔ وہ کرداروں کی نفسیات کو نہ صرف سمجھتے ہیں بلکہ بہت اچھے انداز میں بیان بھی کر دیتے ہیں۔افسانوی مجموعے"چغد" کے افسانے "مس ٹین والا" میں وہ اپنے پرانے دوست زیدی کے اندر پائے جانے والے ڈر اور خوف کی وجہ کو بیان کرتے ہیں جو ان کے لاشعور میں زمانہ طالب علمی سے ہی موجود ہے۔ سکول کے گیٹ کے باہر عجیب وغریب حلیے والے شخص مس ٹین والا کو دیکھ کر ایک خوف زیدی کے دل ودماغ پر چھا جاتا ہے۔مس ٹین والا ایک ڈھیٹ کردار کے طور پر اسکول کے ہیڈ ماسٹر اور لوگوں سے مار کھاتا ہے لیکن اس پر اس مار کا قطعاً اثر نہیں ہوتا۔کافی سالوں بعد جب زیدی اپنے گھر آنے والے ایک بلے میں یہی ڈھٹائی کی صفت دیکھتا ہے تو وہ بلے سے خوفزدہ رہنے لگتا ہے۔یہاں منٹو ایک نفسیات شناس کے طور پر سامنے آتے ہیں اور زیدی سے پوچھتے ہیں:

"زیدی تمہارے ماضی میں کوئی ایسا حادثہ تو نہیں جس سے تم اس بلے کو متعلق کر سکو۔میرا مطلب ہے کوئی ایسی چیز ،کوئی ایسا واقعہ جس سے تم نے خوف کھایا ہو اور اس چیز یا واقعے کی شباہت اس بلے سے ملتی ہو۔"(۳)

"چغد" میں شامل افسانے "بابو گوپی ناتھ" میں منٹو، بابو گوپی ناتھ کے کردار کی عجیب سی نفسیات پیش کرتے ہیں۔وہ خلوص دل کا مالک ہے۔افسانے کے دیگر کردار اس سے جونک کی طرح چپکے ہوئے ہیں۔وہ ان سب کا کفیل ہے۔وہ چغد نہیں۔وہ جانتا ہے کہ سب مطلبی ہیں۔وہ اسے بے وقوف سمجھتے ہیں۔اسے زینت بیگم سے محبت ہے جسے اپنے پیشے کے داؤ پیچ نہیں آتے۔بالآخر وہ زینت بیگم کے لیے مستقل پناہ اور تحفظ تلاش کر کے اس کی شادی حیدرآباد کے زمیندار سے کرواتا ہے۔اس طرح منٹو اس کریہہ پیشے سے وابستہ لوگوں کی نفسیات کو بیان کرتے ہوئے مثبت کرداروں کی پیش کش میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔

افسانوی مجموعے"چغد" کے افسانے "میرا نام رادھا" میں رادھا نیلم کے نام سے فلم "بن کی سندری" میں راج کشور (ہیرو) کے ساتھ کام کرتی ہے۔راج کشور اپنی مردانہ کمزوری کو اخلاق کے پردے میں چھپائے ہوئے ہے۔وہ نیلم سے راکھی بندھواتا ہے لیکن منٹو اس کی آنکھوں میں دو بار گرد آلود جذبے کی جھلک دیکھتا ہے۔ منٹو کو راج کشور کی نام نہاد شرافت کا اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب نیلم منٹو کو بتاتی ہے کہ وہ اپنی جذباتیت اور جنگلی پن میں راج کشور کو اپنی طرف مائل کرتے ہوئے اس کی کمزوری سے آشنا ہو چکی ہے اور یہ بات نیلم کے لیے باعث نفرت ہے۔منٹو راج کشور سے نیلم کی محبت سے واقف ہیں اور نیلم بھی منٹو کی سوچ کو سمجھتی ہے۔منٹو کہتے ہیں:

"اس دوران میں ہم دونوں ایک دوسرے کے خیالات سے واقف تھے۔جو کچھ وہ سوچتی تھی، مجھے معلوم ہو جاتا تھا اور جو کچھ میں سوچتا تھا اسے معلوم ہو جاتا تھا۔کئی روز تک یہی خاموش تبادلہ جاری رہا۔" (۴)

افسانوی مجموعے "رتی، ماشہ، تولہ" کے افسانے "نفسیات شناس" میں منٹو خود کو ایک نفسیات شناس سمجھتے ہیں۔ یہ کہانی منٹو کے ملازم افتخار کے بارے میں ہے۔ منٹو اپنی بیوی کی عدم موجودگی میں اپنے دوست راجہ مہدی علی اور ملازم کے ساتھ مقیم ہیں۔ منٹو بمبئی ٹائم میں ملازم ہیں، اور روزانہ واپسی پر ریل گاڑی کا ماہانہ ٹکٹ اور پیسے میز کی ٹرے میں رکھنے کے عادی ہیں۔ ایک دن ملازم یہ پیسے چرا کر دراز میں فائلوں کے نیچے رکھ دیتا ہے تاکہ موقع ملنے پر چرا سکے۔ منٹو کو اس بات کا علم ہو جاتا ہے۔ وہ اسے رنگے ہاتھوں پکڑنا چاہتے ہیں چنانچہ نہانے کے دوران غسل خانے کا دروازہ کھلا رکھتے ہیں۔ نہانے کے دوران اس قصے کو افسانے کی صورت دینے لگتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ ملازم پر نظر بھی رکھنی تھی۔ ملازم موقع پاتے ہی پیسے اڑا لے جاتا ہے۔ افسانے کی ابتدا میں ہی وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ نفسیات شناس ہیں اور افتخار کے بارے میں نیک رائے نہیں رکھتے۔ افسانے کے آخر میں یہ رائے درست ثابت ہوتی ہے۔ منٹو لکھتے ہیں:

> "مجھے اپنے متعلق یہ حسن ظن ہے کہ میں انسانی نفسیات کا ماہر ہوں۔ آپ یقین مانیے، افتخار کے متعلق جو رائے میں نے قائم کی تھی، بالکل درست نکلی۔"
>
> "میں غسل خانے میں انسانی نفسیات کو صابن اور پانی سے دھوتا اور صاف کرتا رہا، مگر افتخار مجھے صاف کر گیا۔" (۵)

افسانے "نفسیات شناس" کو منٹو نے اپنے افسانوی مجموعے "یزید" کے افسانے "چور" کے عنوان کے تحت بھی بیان کیا ہے۔ فرق یہ ہے کہ یہاں یہ واقعہ منٹو کی بجائے ان کے دوست آصف کے ساتھ پیش آتا ہے اور آصف یہ واقعہ اپنے دوستوں خواجہ ظہیر، راجہ غلام علی اور منٹو کو سناتا ہے۔

منٹو جہاں کرداروں کی نفسیات بیان کرتے ہیں وہاں خود بھی نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مجموعے "بغیر اجازت" کے افسانے "قیمے کی بوٹیاں" میں مرکزی کردار ڈاکٹر سعید کا ہے۔ وہ اپنی بنگالن بیوی اور دو بچوں کے ہوتے ہوئے ایک تعیش پسند اور ادھیڑ عمر عورت سلطے رحمانی سے شادی کر لیتا ہے۔ سلطے رحمانی اپنے ملازمین کے ذریعے ڈاکٹر سعید کو پٹواتی ہے۔ اب اس کا ایک تاجر کے ساتھ معاشقہ بھی چل رہا ہے۔ اس پر منٹو اپنے دوست ڈاکٹر سعید کو غیرت دلاتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر وہ اس کی جگہ ہوتے تو اس کا قیمہ بنا دیتے۔ یہ بات خود منٹو پر گہرا اثر مرتب کرتی ہے۔ جب ڈاکٹر سعید گوشت کی چار روٹیاں پکواتا ہے اور کہتا ہے کہ قیمہ تو نہیں بوٹیاں تیار ہیں تو منٹو کو وہم ہو جاتا ہے کہ یہ بوٹیاں سلطے رحمانی کی ہیں۔ سر عام قتل کر کے قصابوں سے بوٹیاں کروانا ممکن نہیں، لیکن منٹو کو گمان ہے کہ قصاب سلطے رحمانی کے بازو کا حصہ کاٹ رہا ہے۔ منٹو کی کہی گئی اپنی بات ان کے ذہن پر منفی اثرات چھوڑتی ہے۔

مجموعے "نمرود کی خدائی" کے افسانے "سوراج کے لئے" میں منٹو انسان کی فطری ضرورتوں کو

موضوع بناتے ہوئے اپنے دور کے لیڈروں کا پردہ فاش کرتے ہیں۔شہزادہ غلام علی تحریک آزادی سے وابستگی کے ساتھ ساتھ نگار کی محبت میں بھی گرفتار ہے۔وہ بابا جی کی سرپرستی میں شادی کرتا ہے۔بابا جی نام نہاد روحانی پیشوا ہیں جو پس پردہ لیڈر بھی ہیں۔انھی کے تحریک دلانے پر غلام علی اپنی بیوی سے اس وقت تک جسمانی رشتہ قائم نہ کرنے کی قسم کھاتا ہے جب تک آزادی نہ حاصل ہوجائے۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میاں بیوی کے مابین فطری رشتہ نہ ہونے کے باعث ان کی زندگی ریڈ کی مانند بے رونق ہوجاتی ہے۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ غلام علی اس حقیقت کو پالیتا ہے کہ فطرت سے کٹ کر نہیں رہا جاسکتا۔اس طرح اس کی زندگی رنگینیوں کی نئی ڈگر پہ چل پڑتی ہے۔چنانچہ وہ منٹو سے سوراج نہ ملنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے:

> ''اور میں تو سمجھتا ہوں ہندوستان کو سوراج صرف اس لیے نہیں مل رہا کہ یہاں مداری زیادہ ہیں اور لیڈر کم ---جو ہیں وہ فطرت کے خلاف چل رہے ہیں ---ایمان اور صاف دلی کا برتھ کنٹرول کرنے کیلئے ان لوگوں نے سیاست ایجاد کر لی ہے۔اور یہی سیاست ہے جس نے آزادی کا رحم بند کردیا ہے۔''(۶)

اس طرح یہ افسانہ سیاسی رہنماؤں،مذہبی پیشواؤں اور عام انسان کی نفسیات کی بخوبی عکاسی کرتا ہے۔منٹو اگرچہ نفسیات شناس ہیں لیکن اکثر افسانوں میں خود بھی وہم میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔افسانوی مجموعے ''انارکلی'' میں شامل افسانے ''ایک زاہدہ ایک فاحشہ'' میں منٹو اپنے دوست جاوید کی محبوبہ زاہدہ کے کردار کے حوالے سے تشکیک کا شکار ہیں۔وہ جاوید سے پوچھتے ہیں کہ زاہدہ با کردار بھی ہے؟ یہی وہم وجہ بنتا ہے اس بات کی کہ وہ انجانے میں ایک فاحشہ کو ہی زاہدہ سمجھ بیٹھتے ہیں۔

افسانوی مجموعے ''بادشاہت کا خاتمہ'' کے افسانے ''تقی کا تب'' میں بھی منٹو نفسیات شناس کے طور پر سامنے آتے ہیں۔اس افسانے کا مرکزی کردار تقی کا تب بچپن ہی سے ماں کی محبت سے محروم ہے۔اس کے والد ساری عمر دوسری شادی نہیں کرتے اور دل وجان سے تقی کی پرورش کرتے ہیں۔اب جبکہ تقی کی شادی کی عمر ہے وہ اس کی سخت مخالفت کرتے ہیں۔منٹو اس معاملے میں تقی کی مدد کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ان پر والد صاحب کی سوچ آشکار ہوجاتی ہے۔چنانچہ منٹو کہتے ہیں:

> ''مجھے بہت ترس آتا ہے اس غریب پر---ایک شخص جس نے پچیس برس تک اپنے اور عورت کے درمیان ایک دیوار حائل رکھی ہو،وہ کس طرح اپنے جوان بیٹے کے پہلو میں ایک جوان عورت دیکھ سکتا ہے--- اور وہ بھی نظروں کے بہت قریب۔''(۷)

یہ بات اس وقت سچ ثابت ہوتی ہے جب تقی شادی کے بعد گھر چھوڑ دیتا ہے کیونکہ اس کے والد کا رویہ اس کی بیوی کے ساتھ غیر اخلاقی صورت اختیار کر جاتا ہے۔تقی ایک خط کے ذریعے اپنے والد کو شادی کر لینے

کا مشورہ دیتا ہے۔اسی طرح مجموعہ "بادشاہت کا خاتمہ" کے افسانے "خود فریب" میں منٹو کے دوست جلیل اور غیاث خود فریبی کے عمل میں مبتلا ہیں۔مسعود ان دونوں کی خود فریبی سے آگاہ ہے۔منٹو کی موجودگی اس افسانے کی تخلیق کا باعث بنتی ہے۔افسانوی مجموعے "مرقع" کے افسانے "خط اور اس کا جواب" میں سعادت حسن منٹو امرو پرستی اور اغلام بازی کے موضوع پر اس وقت قلم اٹھاتے ہیں جب ایک خاتون انھیں نفسیات اور جنسیات کا امام مانتے ہوئے خط لکھتی ہے۔وہ خواہاں ہے کہ منٹو اس موضوع پر قلم اٹھائیں۔منٹو اس موضوع اور اس کی وجوہات پر بات کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ کس نفسیات کے تحت انسان یہ سب کرتا ہے اور ساتھ ہی منٹو وعدہ کرتے ہیں کہ وہ ضرور اس موضوع پر قلم اٹھائیں گے۔افسانوی مجموعے "منٹو کے افسانے" کے افسانے "بانجھ" میں نعیم نامی کردار محبت کے عمل میں بانجھ ہے، لیکن وہ خود فریبی کے عمل میں مبتلا ہے۔اس کی ایک فرضی محبوبہ ہے جو اب مر چکی ہے اور وہ اس کے غم میں گھل رہا ہے۔نعیم سے ابتدائی ملاقاتوں میں ہی منٹو اس کے اندر کی تذبذب کی کیفیت کو بھانپ لیتے ہیں اور کہتے ہیں:

> "اس کے دو جملوں ہی نے مجھے بتا دیا تھا کہ وہ اپنے آپ کو دھوکا دے رہا ہے۔اس کا جی چاہتا ہے کہ میرے پاس بیٹھے اور سگریٹ پیے۔لیکن بیک وقت اس کے دل میں یہ خیال بھی پیدا ہوتا ہے کہ میرے پاس نہ بیٹھے اور سگریٹ نہ پیے چنانچہ ہاں اور نہ کا یہ تصادم اس کے لہجے میں صاف طور پر مجھے نظر آیا تھا۔آپ یقین جانیے اس کا وجود بھی ہونے اور نہ ہونے کے بیچ میں لٹکا ہوا تھا۔"(۸)

"شکاری عورتیں" میں شامل افسانے "موچنا" کی کہانی میں مایا نامی عورت کا کردار نفسیاتی الجھنوں کا باعث ہے۔اس کا چہرہ، بالائی لب، ماتھا، بالوں سے بھرا ہوا ہے جنھیں وہ ایک موچنے کی مدد سے نکالتی ہے۔وہ کسی ایک مرد کی عورت نہ تھی۔منٹو کا ایک ساتھی شکیل بھی بال بچے دار ہو کر دو سال تک اس کا اسیر رہا۔شکیل کو لگتا ہے کہ اس کے چہرے کے بالوں نے اسے دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا ہے۔اس کی موچھوں کے بالوں سے بندہ اٹک اٹک جاتا ہے۔اس کا بدن چکنا نہیں تھا کہ بندہ پھسل پھسل جائے۔بقول شکیل اٹک اٹک جانے میں ہی سارا مزہ ہے۔یہ بات سن کر منٹو لکھتے ہیں:

> "میں سوچنے لگا پھسل پھسل جانے اور اٹک اٹک جانے میں واقعی بہت بڑا نفسیاتی فرق ہے۔"(۹)

ان افسانوں میں موجود منٹو کا کردار اخلاقیات کا علمبردار رہے۔انسانیت کا جذبہ ان میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔افسانوں میں موجود ان کے ساتھ چلتے پھرتے کردار اچھے ہوں یا بُرے وہ انھیں عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔وہ ان میں خلوص، اعتبار اور وفا کے جذبوں کی تلاش کرتے ہیں۔افسانوی مجموعے "چغد" کے

افسانے ''جانکی'' میں جانکی کا کردار ایک داشتہ کا ہے۔منٹو اسے فلم کمپنی میں ملازمت دلواتے ہیں۔وہ منٹو کے دوستوں،عزیز،سعید اور نرائن کے ساتھ بالترتیب تعلقات استوار کرتی ہے لیکن اس کے تعلقات میں خلوص ہے۔ وہ ان کے لیے پریشان رہتی ہے۔ان کی صحت اور ادویات کے حوالے سے فکر مند رہتی ہے۔نرائن اور منٹو کے خیالات جانکی کے حوالے سے نیک ہیں۔نرائن جب پہلی ملاقات میں جانکی کی انگیا کا سائز پوچھتا ہے تو وہ صحیح سائز بتا دیتی ہے۔نرائن،جانکی کے حوالے سے منٹو سے کہتا ہے:

''بالکل بچی ہے۔جب کبھی مجھ سے مڈبھیڑ ہوتی ہے تو سینے پر دوپٹہ رکھ لیتی ہے۔لیکن منٹو! بڑی وفادار عورت ہے۔''

میں نے پوچھا!''یہ تم نے کیسے جانا؟'' نرائن مسکرایا:''عورت،جو ایک بالکل اجنبی آدمی کو اپنی انگیا کا صحیح سائز بتا دے دھوکے باز ہرگز نہیں ہوسکتی۔''(۱۰)

افسانوی مجموعے''یزید''میں شامل افسانے''ممی'' کا کردار بھی جانکی سے مشابہت رکھتا ہے۔ممی کا کردار بھی جانکی کی طرح معاشرے کی نظر میں ناپسندیدہ ہے لیکن افسانے میں شامل تمام کردار بشمول منٹو اس کو ممی کہہ کر پکارتے ہیں کیونکہ اس میں ممی کی تمام صفات پائی جاتی ہیں۔منٹو اس کردار کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''اس کی نگاہ سب پر تھی۔اس بلی کی طرح جو بظاہر آنکھیں بند کیے ستاتی ہے مگر اس کو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پانچوں بچے کہاں ہیں اور کیا کیا شرارت کر رہے ہیں۔''(۱۱)

ممی چڈے کو اس وقت تھپڑ مارتی ہے جب وہ کم سن فی لس کے لیے شہوت بھرے جذبات لیے ہوتا ہے۔بعد ازاں چڈہ کو پلیگ کی بیماری لگتی ہے تو دن رات کی مشقت سے اسے موت کے منہ سے واپس لاتی ہے۔ ون کترے کی بیوی کے اسقاط حمل کے وقت اس کی مدد کرتی ہے۔تھیلما جب مارواڑ کے کھٹک کے ہتھے چڑھ کر مرض خرید لیتی ہے تو اس کے علاج میں مدد کرتی ہے۔رام سنگھ جب ڈائریکٹر سین کو بدکاری کے باعث اپنے انجام تک پہنچاتا ہے تو عدالتی کاروائی نیز پولیس کاروائی میں اس کی حوصلہ افزائی کرتی ہے۔منٹو کو یہ کردار مقدس لگتا ہے۔منٹو اس کے گھر جاتے ہیں اور ان کے معمولات کا بغور مشاہدہ کرتے ہیں۔افسانے کے آخر میں حکومت، پولیس کی تحقیقات سے مطمئن ہو کر اسے شہر بدر کر دیتی ہے۔اس پر چڈہ کہتا ہے:

''حکومت کو اس کی ادائیں پسند نہیں تھیں۔۔۔اس کی وضع قطع پسند نہیں تھی۔اس کے گھر کی محفلیں اس کی نظر میں قابل اعتراض تھیں،اس لیے کہ پولیس اس کی شفقت اور محبت بطور یرغمال کرلینا چاہتی تھی وہ اسے ماں کہہ کر ایک دلالہ کا کام لینا چاہتے تھے۔''(۱۲)

افسانوی مجموعے''ٹھنڈا گوشت'' میں شامل افسانے''ساڑھے تین آنے'' میں پھگو بھنگی اور

صدیق انصاری اکٹھے جیل کاٹتے ہیں ۔پھگو بھنگی مجبوراً کئی بار چوری کر چکا ہے ۔منٹو ایک عادی مجرم میں بھی ایمانداری کی صفات دیکھنے میں کامیاب رہتے ہیں ۔اس بار ساڑھے تین آنے چرانے پر ایک سال قید با مشقت کی سزا کاٹنی پڑتی ہے ۔فطرتاً وہ ایک ایماندار شخص ہے ،صدیق انصاری کا دوست پھگو بھنگی کے ہاتھ دس روپے اور بیس بیڑیاں بھجواتا ہے تو تشکیک میں مبتلا رہتا ہے کہ کہیں پھگو پیسے اپنے جیب میں ہی نہ ڈال دے لیکن پھگو بھنگی ایمانداری کا ثبوت دیتا ہے ۔صدیق انصاری مجرم ہونے کے باوجود ایک اچھے معاشرے کی بنیاد رکھنا چاہتا ہے ۔ وہ منٹو کو وکٹر ہیوگو کے ترجمے کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے:

''منٹو صاحب ،شاید آپ کا ہی ترجمہ تھا ۔۔۔کیا تھا ۔۔۔ وہ سیڑھی اتار دو جو انسان کو جرائم اور مصائب کی طرف لے جاتی ہے ۔'' (۱۳)

منٹو کے افسانوں میں عزت واحترام کے جذبے کا دامن کہیں نہیں چھوٹتا ۔وہ اپنے اردگرد بسنے والے معمولی سے معمولی کردار کو بغور سنتے ہیں اور اسے بیان کر دیتے ہیں ۔وہ ویشاؤں کی تنگ و چست چولیوں کے پیچھے دھڑکنے والی اداسیوں تک کو محسوس کر لیتے ہیں ۔لیکن افسانوی مجموعے "برقعے "میں شامل افسانے" گھوگا" کے کردار گھوگا کو وہ ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں ۔ہسپتال میں قیام کے دوران ماسٹر غلام محمد ان کے وارڈ میں داخل تھا ۔وہ نرسوں سے بتیمانہ قسم کے عشق کا اظہار کیا کرتا تھا ۔موقع پا کر الماری سے ادویات اور دیگر اشیا چرا لیا کرتا تھا ۔چنانچہ منٹو بڑے ڈاکٹر سے اس کی شکایت کر دیتے ہیں ۔ ماسٹر کے بارے میں منٹو لکھتے ہیں:

"مجھے خود وہ بہت ناپسند تھا ۔۔۔میرے بستر کی طرف رخ کرتا تو میں چادر اوڑھ لیتا تا کہ اس کو یہ معلوم ہو کہ میں سو رہا ہوں ۔اس کی بات چیت کا انداز مجھے کھلتا تھا ۔یہی وجہ ہے کہ میں نے اسے کبھی برداشت نہیں کیا ۔" (۱۴)

سعادت حسین منٹو اپنے ہی افسانوں میں ایک سامع کے کردار کی صورت میں دکھائی دیتے ہیں ۔وہ افسانے میں موجود کسی ایک یا ایک سے زیادہ کرداروں کی باتوں کو نہایت غور سے سنتے ہیں ۔کردار کا تعلق خواہ کسی بھی پیشے یا طبقے سے کیوں نہ ہو وہ اس کو انسانیت کے درجے پر فائز کرتے ہیں اور احترام کا دامن حاوی رہتا ہے ۔ افسانوی مجموعے "پھندنے "کے افسانے "عشقیہ کہانی "میں بھی وہ بطور سامع موجود ہیں ۔منٹو یہاں اپنے بچپن کے دوست جمیل کی کہانی سنتے ہیں جو عشق تو کرنا چاہتا ہے لیکن محنت اور سعی سے عاری ہے ۔اس کے اندر فرار کا رویہ موجود ہے ۔وہ منٹو کو اپنی انیس ناکام محبتوں کی کہانیاں سناتا ہے اور بالآخر بتاتا ہے کہ اس نے پانچ بچوں کی ماں سے شادی کر لی اور راولپنڈی میں مقیم ہے ۔وہ منٹو کو یہ داستانیں سناتے ہوئے کہتا ہے:

''سعادت !میں نے آخر کار ایک لڑکی چن لی ۔''

''سعادت یہ عذرا جسے ہم بے وقوفی کی حد تک سادہ لوح سمجھتے ہیں ،سخت ظالم ہے ۔'' (۱۵)

افسانوی مجموعے ''چغد'' کے افسانے "میرا نام رادھا ہے" کا کردار رادھا جو نیلم کے نام سے فلم انڈسٹری میں کام کرتی ہے اپنی کہانی منٹو کو سناتی ہے جسے منٹو افسانے کی شکل دے دیتا ہے ۔وہ ایک اچھے سامع کی طرح نیلم کے دلی جذبات کو اس کی زبانی سنتا ہے ۔لیکن نیلم کی دل آزاری نہیں کرتا ۔افسانوی مجموعے "ٹھنڈا گوشت" میں شامل افسانے "ساڑھے تین آنے" کا کردار پھگو بھنگی ساڑھے تین آنے چرانے پر ایک سال قید با مشقت کی سزا کاٹنے پر مجبور ہوتا ہے ۔صدیق انصاری نامی کردار بھی جیل میں ہے اور پھگو بھنگی کے حوالے سے حساس جذبات رکھتا ہے ۔ایک کافی ہاؤس میں وہ منٹو اور نصیر کو پھگو بھنگی کے بارے میں بتاتا ہے جسے منٹو بہت خلوص کے ساتھ سنتا ہے ۔ایک مقام پر صدیق انصاری کہتا ہے:

> ''منٹو صاحب معاف کیجئے گا میں نے اتنی بکواس کی ہے حالانکہ مجھے نہیں کرنی چاہیے تھی ۔اس لیے کہ ماشاءاللہ آپ --- میں نے اس کی بات کاٹی '' رضوی صاحب، میں اس وقت منٹو نہیں ہوں، صرف سعادت حسن ہوں آپ اپنی گفتگو جاری رکھیں میں بڑی دلچسپی سے سن رہا ہوں۔'' (١٦)

افسانوی مجموعے "بغیر اجازت" کے افسانے "تانگے والا کا بھائی" میں سید غلام مرتضی جیلانی ،منٹو کو اپنی زندگی کی دس سال قبل کی کہانی سناتا ہے ۔جب وہ شراب نوشی جیسی بری لت میں مبتلا تھا ۔اس کے حلقہ احباب کا تعلق کھاتے پیتے گھرانے سے تھا چنانچہ ایک دن دوست احباب کے کہنے پر ایک تانگے والے کو لڑکی لانے کی درخواست کرتا ہے لڑکی نہ ملنے پر تانگے والا اپنے بھائی کو برقعے میں پیش کر دیتا ہے جو ہیجڑہ تھا ۔افسانے کے آغاز میں جب منٹو شاہ صاحب سے کوئی واقعہ سنانے کی فرمائش کرتے ہیں تو شاہ صاحب کہتے ہیں:

> ''منٹو صاحب ---میری زندگی دلچسپ واقعات سے بھری پڑی ہے کونسا واقعہ آپ کو سناؤں ۔'' (١٧)

''منٹو کے افسانے'' میں شامل افسانے ''بانجھ'' کے کردار نعیم کی باتیں سننے کے لیے منٹو پہلے خود اسے باتوں میں لگاتے ہیں اس کے چہرے کے تاثرات اور اتار چڑھاؤ کو دیکھ کر وہ اس کی کہانی سننے کے خواہاں ہیں ۔پہلے منٹو خود باتیں کرتے ہیں اور خواہش مند ہیں کہ کوئی ان کی بھی باتیں سنے:

> ''مجھے اپنی گفتگو بہت اچھی معلوم ہوتی تھی ۔میں چاہتا کہ کوئی میری باتیں سنتا چلا جائے چنانچہ اسنے پھر کہنا شروع کیا۔'' (١٨)

منٹو اپنے افسانوں میں بطور افسانہ نگار موجود ہیں ۔وہ کرداروں کی کہانیاں سنتے ہیں اور انھیں افسانے میں تبدیل کر دیتے ہیں ۔افسانوی مجموعے "پھندنے" میں شامل افسانے "عشقیہ کہانی" میں وہ اپنے بچپن کے دوست جمیل کی عشقیہ کہانیاں سنتے ہیں اور بیان کر دیتے ہیں۔

اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے منٹو کہتے ہیں:

''میرے متعلق عام لوگوں کو شکایت ہے کہ میں عشقیہ کہانیاں نہیں لکھتا۔میرے افسانوں میں چونکہ عشق و محبت کی چاشنی نہیں ہوتی اس لیے وہ بالکل سپاٹ ہوتے ہیں۔میں اب یہ عشقیہ کہانی لکھ رہا ہوں تا کہ لوگوں کی یہ شکایت کسی حد تک دور ہو جائے۔''(۱۹)

افسانوی مجموعے چغد کے افسانے "بابو گوپی ناتھ" میں کردار عبدالرحیم سینڈو بابو گوپی ناتھ سے منٹو کا تعارف کرواتے ہوئے کہتا ہے:

"بابو گوپی ناتھ!تم ہندوستان کے نمبرون رائیٹر سے ہاتھ ملا رہے ہو۔"(۲۰)

افسانوی مجموعے ''چغد'' میں شامل افسانے ''پانچ دن'' میں منٹو بحیثیت افسانہ نگار موجود ہیں۔منٹو مرکزی کردار کی کہانی سنتے ہوئے نکات نوٹ کرنے لگتے ہیں۔اس حوالے سے وہ صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے کہتے ہیں:

"میں افسانہ نگار ہوں۔۔۔جو باتیں مجھے دلچسپ معلوم ہوں میں نوٹ کر لیتا ہوں۔"(۲۱)

افسانوی مجموعے "رتی، ماشہ، تولہ" کے افسانے ''نفسیات شناس'' میں منٹو خود بحیثیت افسانہ نگار موجود ہیں۔وہ افسانے کے آغاز میں کہتے ہیں:

''میں کرسی پر بیٹھا ہوں اور کوئی افسانہ سوچ رہا ہوں۔''(۲۲)

وہ اپنے ملازم کو چوری کرتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑنا چاہتے ہیں اور نہانے کے دوران غسل خانے کا دروازہ کھلا رکھتے ہیں تا کہ اس پر نظر رکھ سکیں۔لیکن نہانے کے دوران اس قصے کو افسانے کی شکل دینے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ملازم چوری کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔اس مقام پر منٹو کہتے ہیں:

"افسانہ نگار ہونا بھی بہت بڑی لعنت ہے۔میں نے اسکیم کو افسانے کی شکل دینا شروع کر دی۔ ساتھ ساتھ نہاتا بھی رہا۔اتنا مزا آیا کہ افسانہ پانی میں غرق ہو گیا۔"(۲۳)

افسانوی مجموعے ''بغیر اجازت'' کے افسانے ''تانگے والے کا بھائی'' کا مرکزی کردار سید غلام مرتضیٰ جیلانی جب منٹو کو اپنی داستان سنانے لگتا ہے تو کہتا ہے:

''چلئے! آپ کو ایک داستان سنا دوں۔آپ اسے لکھ کر اپنے پیسے کھرے کر لیجیے۔''(۲۴)

مجموعے "نمرود کی خدائی" کے افسانے "سوراج کے لئے" کا کردار شہزادہ غلام علی منٹو کا بہت اچھا دوست ہے۔افسانے کی ابتدا میں وہ تحریک آزادی سے واسطہ دکھائی دیتا ہے لیکن افسانے کے آخر میں اس کی سوچ اور فلسفہ تبدیل ہو جاتا ہے اور وہ ازدواجی زندگی کی مصروفیات میں کھو جاتا ہے۔وہ آزادی کو بھول جاتا ہے۔اپنی زندگی کی داستان جب وہ منٹو کو بتاتا ہے تو وہ جانتا تھا کہ منٹو اس کو افسانے میں ڈھالے گا۔وہ کہتا ہے:

"مجھے معلوم ہے سعادت ۔۔۔میں نے جو کچھ تم سے کہا ہے تم اس کا افسانہ بنا دو گے لیکن دیکھو میرا مذاق مت اڑانا ۔خدا کی قسم میں نے جو کچھ محسوس کیا تھا وہی تم سے کہا ہے ۔" (۲۵)

کتاب منٹو کے افسانے میں موجود افسانے "بانجھ" کے افسانے کا مرکزی کردار نعیم اپنی فرضی محبوبہ زہرہ کی جدائی کے غم میں مبتلا ہے وہ منٹو کو فرضی کہانی سناتا ہے اور بعد میں ایک خط کے ذریعے اپنے جھوٹ کا اعتراف کرتا ہے ۔منٹو اس کی کہانی کو افسانے میں تبدیل کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

"نعیم نے اپنے لیے زہرہ بنائی اور مرگیا ۔۔۔ میں نے اپنے لیے افسانہ تخلیق کیا ہے اور زندہ ہوں ۔۔۔یہ میری زیادتی ہے ۔" (۲۶)

جن افسانوں میں منٹو کا اپنا کردار موجود ہے ان میں کہیں نہ کہیں ان کی ذاتی زندگی کے احوال کا تذکرہ مل جاتا ہے ۔وہ مختلف اخبارات اور فلم کمپنیوں سے بطور کہانی کار وابستہ رہے ہیں ۔ان کے افسانوں میں ان کے بچپن کے دوست موجود ہیں ۔منٹو کی تعلیمی سرگرمیوں اور ناکامیوں کا تذکرہ ملتا ہے ۔افسانوی مجموعے "چغد" کے افسانے "مس ٹین والا" ان کے بچپن کے دوست زیدی کے گرد گھومتا ہے ۔زیدی اور منٹو نے سکول اور کالج کی تعلیم ایک ہی ادارے میں حاصل کی ۔منٹو ایف میں فیل ہو گئے جبکہ زیدی کی تعلیم کا سلسلہ جاری رہتا ہے ۔افسانوی مجموعے "چغد" کے افسانے "بابو گوپی ناتھ" سے پتا چلتا ہے کہ وہ اخبارات میں بطور افسانہ نگار کام کرتے رہے ہیں ۔منٹو کہتے ہیں:

"ان دنوں میں بمبئی کا ایک ہفتہ وار پرچا ایڈٹ کرتا تھا۔" (۲۷)

افسانوی مجموعے "چغد" کے افسانے "میرا نام رادھا ہے" میں افسانے کے آغاز ہی میں منٹو اپنا تعارف کرواتے ہوئے بتاتے ہیں کہ وہ آٹھ نو برس پہلے ایک فلم کمپنی میں چالیس روپے ماہوار پر ملازم تھے ان دنوں ان کی ملاقات رادھا سے ہوتی ہے جو نیلم کے نام سے فلم انڈسٹری میں کام کرتی ہے ۔

افسانوی مجموعے "چغد" کے افسانے "جانکی" پڑھنے سے پتا چلتا ہے کہ منٹو پونا میں فلم کشی کے لیے کہانی کا منظرنامہ تیار کر رہے تھے ۔پشاور میں مقیم دوست عزیز نے اپنی داشتہ کو پونا بھیجا تاکہ منٹو فلم کمپنی پونا یا بمبئی میں اس کے لیے ملازمت کا بندوبست کریں ۔منٹو جانکی کو اپنے دوستوں سعید اور نرائن کے پاس بھجوا دیتے ہیں ۔مجموعے "ٹھنڈا گوشت" میں شامل افسانہ "بیرن" میں منٹو کا کردار موجود ہے ۔منٹو کا دوست برج موہن ہر اتوار منٹو سے آٹھ آنے لے کر بیرن کو باندرہ ملنے جاتا تھا۔یہ افسانہ بیان کرتے ہوئے منٹو اپنی زندگی کے ایک گوشے پر روشنی ڈالتے ہوئے کہتے ہیں:

"یہ اس زمانے کی بات ہے جب میں بے حد مفلس تھا بمبئی میں نو روپے ماہوار کی ایک کھولی میں رہتا تھا جس میں نہ پانی کا نل تھا نہ بجلی ۔" (۲۸)

مجموعہ ''نمرود کی خدائی'' کے افسانے ''سوراج کے لئے'' کا مرکزی کردار شہزادہ غلام علی ہے جو منٹو کا دوست ہے دونوں ہی سکول سے میٹرک کرتے ہوئے دوبارہ فیل ہوئے ۔گھر سے بھاگ کر ممبئی گئے ۔منٹو کی زندگی کے دیگر پہلو بھی اجاگر ہوتے ہیں ۔ان کا انٹر میں دوبارہ فیل ہونا ،ملازمت کا آغاز معمولی مترجم کی حیثیت سے کرنا ،ممبئی سے دلی اور دلی سے ممبئی تک کا سفر کرنا وغیرہ۔

کچھ افسانے ایسے ہیں جن میں نہ صرف منٹو بلکہ ان کی بیوی بھی بحیثیت افسانوی کردار موجود ہیں ۔ مجموعے "ٹھنڈا گوشت "میں شامل افسانے "خورشٹ" میں منٹو اور اس کی بیوی دونوں موجود ہیں ۔ساوک کا پڑیا اور اس کی بیوی خورشٹ سے ان کے دوستانہ تعلقات ہیں ۔جب بھی وہ ان گھر میں جاتے ہیں سردار زور آور سنگھ ضرور موجود ہوتے ہیں ۔منٹو اچانک دلی سے ممبئی منتقل ہو جاتے ہیں وہاں منٹو اور اس کی بیوی کی ملاقات سردار زور آور سنگھ سے ہوتی ہے جو اپنی بیوی خورشٹ کے ساتھ ہوٹل میں مقیم ہوتا ہے ۔یہ دیکھ کر منٹو اور اس کی بیوی کو دھچکا لگتا ہے چنانچہ منٹو کی بیوی کہتی ہیں:

> ''چلئے! سعادت صاحب ۔۔۔اور ہم کمرے سے باہر تھے ۔خدا معلوم سردار زور آور سنگھ اور خورشٹ نے ہماری اس بدتمیزی کے متعلق کیا کہا ہوگا۔'' (۴۹)

"خالی بوتلیں خالی ڈبے "کے افسانے "ٹوٹو" میں بھی منٹو کے ساتھ ساتھ ان کی بیوی کا کردار موجود ہے ۔اس افسانے کی کہانی طاہرہ اور عطا ئیز دانی کے گرد گھومتی ہے دونوں کا تعلق فلم انڈسٹری سے ہے ۔پسند کی شادی کے بعد معمولی باتوں پر نوک جھونک اچھے خاصے جھگڑوں میں تبدیل ہو جاتی ہے اور نوبت طلاق تک آن پہنچتی ہے ۔منٹو اور اس کی بیوی صلح کروانے جاتے ہیں ۔یہاں تک کہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے قریب آجاتے ہیں یہ لامتناہی سلسلہ اسی طرح جاری رہتا ہے ۔

''بغیر اجازت'' میں شامل افسانے "سنتر پنچ" میں ڈائریکٹر گیلانی فلم کی کہانی لکھنے کے لیے منٹو سے درخواست کرتا ہے ۔گیلانی پہلے مستری رہ چکا ہے چنانچہ وہ منٹو کا ٹائپ رائٹر درست کرنے کی کوشش کرنے لگتا ہے تو وہ مزید خراب ہو جاتا ہے ۔بعد ازاں گیلانی کا اسسٹنٹ سراجدین کوشش کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ ٹائپ رائٹر کا سترپنچ (پرزہ) خراب ہو گیا ہے ۔اس طرح اس افسانے میں منٹو کو کہانی لکھنے کے لیے وقت کا سامنا کرنا پڑھتا ہے ۔

منٹو کا تعلق کشمیر سے تھا اکثر افسانوں کی بنت کشمیر کے پس منظر میں کی گئی ہے ۔وزیر نامی کشمیری لڑکی کا تذکرہ ان کے ایک سے زیادہ افسانوں میں آتا ہے ۔افسانوی مجموعے "چغد "کے ایک افسانے ''ایک خط'' میں بھی وزیر نامی لڑکی کا کردار موجود ہے ۔افسانے کی کہانی ایک خط کے ذریعے آگے بڑھتی ہے ۔منٹو کا ایک دوست ایک خط میں وزیر کے حوالے سے منٹو پر شک کرتا ہے ۔منٹو خیالوں ہی خیالوں میں اپنے دوست کے خط کا جواب دیتا ہے اور بتاتا ہے کہ اس لڑکی کے ساتھ اس کا کوئی غیر اخلاقی تعلق نہیں ۔ان کے افسانوی مجموعے "دھواں"

کے افسانے "لالٹین" میں بھی وزیر کا کردار موجود ہے ۔منٹو اپنے دوست شبیر کے ساتھ اکرام صاحب کے گھر رات کے وقت ٹہلتے ہوئے جاتے ہیں تو راستے میں وزیر لالٹین کی روشنی لیے اپنی اپنائیت کا اظہار منٹو کے لیے کرتی ہے ۔ان کے مابین کوئی تعلق نہیں لیکن ایک تعلق ہے بھی ۔اسی طرح منٹو چپکے چپکے ایک کشمیری لڑکی سے محبت کا اعتراف کر بیٹھتے ہیں ۔

منٹو جہاں بھی قیام پذیر ہوتے ہیں وہاں سے متعلق کردار وواقعات کے حوالے سے افسانہ لکھ ڈالتے ہیں ۔افسانوی مجموعے "چغد" میں شامل افسانے "جانکی" اور "یزید" میں شامل افسانے "ممی" میں مقام کا نام پربھات نگر ہے جو پونا میں ہے۔سعید اور ہریش کا ذکر بھی دونوں افسانوں میں ہے۔ "جانکی" میں سعید کا کردار بمبئی میں جبکہ "ممی" میں پونا میں موجود ہے۔

اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ان افسانوں میں اسی طرح موجود ہیں جس طرح ایک ادیب حقیقی زندگی میں کرداروں کے مابین مشاہدے کا عمل جاری رکھے ہوئے موجود ہوتا ہے ۔مجید لاہوری روزنامہ جنگ میں لکھتے ہیں:

> "منٹو کے کرداراس کے ذہن کی تخلیق نہیں تھے وہ ان کو ستاروں کی دنیا سے پکڑ کر نہیں لایا تھا یہ چلتے پھرتے کرداراس کے ماحول میں موجود تھے ۔"(۳۰)

ان حقیقی کرداروں کی حقیقی مرقع نگاری کے لیے وہ ان کرداروں میں ڈوب جاتے ہیں اور بقول محمود احمد قاضی "ان کے تمام کرداروں کو اپنے اوپر اوڑھ لیتے ہیں ۔۔۔وہ ان کرداروں کے ساتھ ساتھ اٹھتا بیٹھتا، سوتا، جاگتا اوران کے دکھ درد میں شریک ہوتا ہے "(۳۱)وہ نہ صرف روحانی طور پر ان کرداروں کو اپنے اوپر طاری کرتے ہیں بلکہ مادی طور پر ان کرداروں کے ساتھ رہتے ہیں ۔وہ ان کرداروں کو گلیوں محلوں ،سڑکوں، کافی ہاؤس، غسل خانوں، طوائف کے کوٹھوں پر دیکھتے ہیں ۔ان کے ساتھ وقت گزارتے ہیں اوران لمحات کو افسانے میں بیان کردیتے ہیں اس طرح کہ خود بھی اس افسانے میں بحیثیت افسانوی کردار موجود ہیں ۔قصہ مختصر منٹو بحیثیت افسانوی کردار جو موضوعات پیش کرتے ہیں وہ باغیانہ سوچ کے حامل ہیں ۔ان کرداروں کے بغیر داستان ادب ادھوری ہے ان کرداں میں اہم کردار سعادت حسن منٹو کا اپنا کردار ہے ۔یہ امر طے شدہ ہے کہ ادب کی دنیا میں افسانہ نگار منٹو کے نام کے ساتھ ساتھ افسانوی کردار سعادت حسن بھی ہمیشہ زندہ رہے گا۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) سعادت حسن منٹو ایک نئی تعبیر: پروفیسر فتح محمد ملک، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2005، ص ۹۵

(۲) منٹو باقیات: سعادت حسن منٹو، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۴، ص ۵۲۲

(۳) چغد: سعادت حسن منٹو، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸، ص ۶۰

(۴) چغد، ص ۱۰۱

(۵) رتی، ماشہ، تولہ: سعادت حسن منٹو، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸، ص ۶۲، ۶۷

(۶) نمرود کی خدائی: سعادت حسن منٹو، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۹، ص ۴۲

(۷) بادشاہت کا خاتمہ: سعادت حسن منٹو، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۹، ص ۳۶

(۸) منٹو کے افسانے: سعادت حسن منٹو، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸، ص ۷۸

(۹) شکاری عورتیں: سعادت حسن منٹو، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۹، ص ۱۰۲

(۱۰) چغد: ص ۱۲۷

(۱۱) یزید: سعادت حسن منٹو، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸، ص ۱۳۳

(۱۲) یزید، ص ۱۵۴

(۱۳) ٹھنڈا گوشت: سعادت حسن منٹو، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸، ص ۹۸

(۱۴) برقعے: سعادت حسن منٹو، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۹، ص ۲۷

(۱۵) پھندنے: سعادت حسن منٹو، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸، ص ۸۵، ۸۹

(۱۶) ٹھنڈا گوشت، ص ۱۰۲

(۱۷) بغیر اجازت: سعادت حسن منٹو، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸، ص ۱۵

(۱۸) منٹو کے افسانے، ص ۹۳

(۱۹) پھندنے، ص ۸۳

(۲۰) چغد، ص ۶۳

(۲۱) چغد، ص ۱۴۳

(۲۲) رتی، ماشہ، تولہ، ص ۶۱

(۲۳) رتی، ماشہ، تولہ، ص ۶۶

(۲۴) بغیر اجازت، ص ۱۶

(۲۵) نمرود کی خدائی، ص ۴۲

(۲۶) منٹو کے افسانے، ص ۱۰۹

(۲۷) چغد، ص ۶۳

(۲۸) ٹھنڈا گوشت، ص ۱۰۵

(۲۹) ٹھنڈا گوشت، ص ۱۲۴

(۳۰) سعادت حسن مر گیا، منٹو زندہ ہے: احمد سلیم، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، 2005، ص ۳۲

(۳۱) سعادت حسن مر گیا، منٹو زندہ ہے، ص ۹۱

❁❁❁